www.KitaboSunnat.com

قسط ثالث

ڈاکٹر ابو مجاہد عبد العزیز القاری ☆☆
ترجمہ و اضافہ: قاری محمد حسین ☆

’قراءات قرآنیہ‘ میں اختلاف کی حکمتیں اور فوائد

زیر نظر مضمون مدینہ یونیورسٹی کے شعبہ کلّیة القرآن کے سابق پرنسپل ڈاکٹر عبدالعزیز القاری حفظہ اللہ کی سبعہ احرف پر طویل تحریر کا تیسرا حصہ ہے، جو سہ ماہی مجلّہ، مجلّة کلّیة القرآن الکریم، مدینہ یونیورسٹی سے ماخوذ ہے، جس میں قرآن مجید کے سات حروف کا مروّجہ قراءات عشرہ متواترہ سے تعلق اور متعدد قراءات کے نزول کی حکمتوں کو بحث کا موضوع بنایا گیا ہے۔ اسی مقالہ کا پہلا حصہ ڈاکٹر حافظ حسن مدنی حفظہ اللہ کے سلیس ترجمہ کے ساتھ ’’متعدد قراءات کے ثبوت کی جملہ احادیث اور ان کی تخریج‘‘ کے زیر عنوان اسی شمارہ میں شامل اشاعت ہے۔ دوسری و چوتھی قسط کو رشد ’قراءات نمبر‘ (حصہ دوم) میں آئندہ شامل اشاعت کیا جائیگا۔ واضح رہے کہ فاضل مترجم نے موضوع کی مناسبت سے مؤلف کی کلام کے آخر میں تکمیل فائدہ کے لیے دیگر بعض کتب سے تین چار صفحات کا اضافہ کردیا ہے۔ [ادارہ]

❶ سبعہ احرف کی حکمت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا اِرشاد بالکل واضح ہے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ’’چونکہ میری امت ان پڑھ ہے، اس لئے ایک حرف پر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی، لہٰذا ان پر آسانی کرتے ہوئے سات حروف کی اجازت دی جائے‘‘، کیونکہ ان کی زبانیں اور لہجے مختلف تھے اور اپنے لہجے کے علاوہ کسی دوسرے کے لہجے کے مطابق پڑھنا جوئے شیر لانے کے برابر تھا۔ خاص طور پر بوڑھے، بچے اور غلام اور اُمیوں (ان پڑھوں) کے لئے یہ ناممکن تھا کہ وہ مختصر وقت میں کسی دوسرے لہجے کو سیکھ لیں، کیونکہ ان کی زبانیں اپنی زبان کے علاوہ دوسرے لہجے میں بولنے سے قاصر تھیں، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

’’اے جبرائیل بے شک میں ایک اَن پڑھ امت میں بھیجا گیا ہوں جن میں بوڑھے، کمزور، غلام اور ایسے لوگ بھی ہیں جو کچھ بھی نہیں پڑھ سکتے‘‘ تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا: ’’اے محمد ﷺ! بے شک قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔‘‘ [سنن ترمذي: ۲۹۴۴] اور ایک روایت میں ہے: ’’ان کو حکم دیں کہ وہ قرآن سات حروف پر پڑھیں۔‘‘ [مسند أحمد: ۱۳۲/۵]

مذکورہ حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کے مختلف حروف پر نازل ہونے کا مقصد رخصت اور آسانی ہے تاکہ اُمت قرآن کو پڑھنے میں کسی مشکل کا شکار نہ ہو، خصوصی طور پر ان کے لئے جن کا ذکر مذکورہ حدیث میں ہے۔

اور اس رخصت کا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن مجید مختلف حروف پر نازل ہونے کی وجہ سے آسان ہوگیا، لہٰذا قاری کو اختیار ہے کہ ان حروف میں سے جو آسان لگے اسے پڑھے، کیونکہ اگر اسے ایک ہی لہجے پر پڑھنے کا پابند بنا دیا جاتا تو وہ غلطی کرتا اور جب اسے رخصت مل گئی تو جو حرف اس کو آسان لگے گا، وہی پڑھے گا اور اس سے اس کا دل بھی مطمئن

☆ سابق سربراہ کلّیة القرآن الکریم، جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ
☆☆ فاضل کلّیة القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ و رکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے گا، خاص طور پر ایسے لوگ جو قریش کے لہجہ پر پڑھنے سے قاصر ہیں۔

ایک اور فائدہ یہ بھی ہے کہ بعض اَوقات لفظ کا مفہوم سمجھنے میں بھی دقت پیش آتی ہے اور اس کی وضاحت دوسری قراءات سے ہو جاتی ہے۔ مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ رخصت تین قسموں پر مشتمل ہے:

① القراءۃ ② لہجہ ③ مفاہیم

اس کی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید کی یہ رخصت مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔ مکہ میں تقریباً ۱۳/ سال لوگ لغت قریش پر ہی پڑھتے رہے ہیں اور ان کو اس میں کوئی مشکل پیش ہی نہیں آئی، کیونکہ تقریباً تمام مسلمان قریش سے ہی تعلق رکھتے تھے یا پھر وہ قبائل مسلمان ہوئے تھے، جو قریش کے قرب وجوار میں رہتے تھے اور ان کا لہجہ بھی قریش کے ساتھ ملتا جلتا تھا، لہٰذا ان کو بھی پڑھنے میں مشکل پیش نہیں آتی تھی، لیکن ہجرت کے بعد معاملہ بالکل مختلف ہو گیا۔ مختلف قبائل اسلام میں داخل ہونے لگے، جن کی لغات قریش سے بالکل ہی مختلف تھیں جیسے انصار، نجد، یمن، بحرین، حضرموت، اور شام وعراق کے قبائل، یہ قبائل قریش سے بہت زیادہ دور تھے اور ان کے لئے لغت قریش کے مطابق پڑھنا ناممکن تھا، لہٰذا ان کی آسانی کے لئے قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا۔

جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

''جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بنوغفار کے تالاب پر ملے اور قرآن کے سات حروف پر نازل ہونے کی خوشخبری سنائی۔''

[صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب بیان أن القرآن انزل علی سبعۃ أحرف]

❷ متنوع حروف پر نازل ہونا اُمت محمدیہ کے فضائل وخصائص میں سے ایک ہے، کیونکہ پہلی کتب سماویہ ایک حرف پر نازل ہوئیں اور وہ اُمتیں ان کتب کو صرف ایک ہی حرف پر پڑھ سکتی تھیں۔ اسی طرح اس اُمت کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے، جبکہ سابقہ کتب سماویہ کا ذمہ اللہ نے خود نہیں لیا تھا۔ اسی لیے ان میں تغیر وتبدل ہو گیا ہے اور جب اللہ نے خود اس قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے تو قرآن کے نازل کردہ تمام حروف کی حفاظت اس میں آجاتی ہے، کیونکہ ہر حرف اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے، جیسا کہ حدیث «إنَّ القرآن أنزل علی سبعة أحرف» سے پتہ چلتا ہے، لہٰذا اگر ایک حرف بھی ضائع ہو گیا تو حفاظت الٰہی کا کوئی معنی نہیں رہتا۔

قرآن مجید کا ہر حرف منزل من اللہ ہے اور قرآن ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم جو حرف بھی پڑھ لو صحیح ہے۔'' [صحیح مسلم:۸۲۱]

اسی طرح فرمایا کہ ''تمام حروف میں سے ہر ایک شافی وکافی ہے۔'' [سنن نسائی:۹۴۰]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان تمام حروف میں سے کوئی حرف بھی پڑھ لیا جائے، تو ٹھیک ہے اور ایک حرف کا انکار پورے قرآن کے انکار کے برابر ہے۔''

[تفسیر الطبر:۵۴/۱، والابحاث فی القراءات:۱۸، نکت الإنتصار للباقلانی:۳۶۴]

تو معلوم ہوا کہ مختلف حروف پر قرآن مجید کا نازل ہونا قرآن کے خصائص میں سے ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پہلی کتب ایک دروازے سے ایک حرف پر نازل ہوئیں، جبکہ قرآن مجید سات دروازوں سے سات حروف پر نازل ہوا ہے۔'' [مقدمتان فی علوم القرآن،ص۲۰۸]

۳ قرآن مجید کے سبعہ اَحرف پر نازل ہونے کی ایک بہت بڑی حکمت یہ ہے کہ مختلف قراءات سے مختلف معانی مستنبط ہوتے ہیں۔اس کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں:

(ا) الفاظ مختلف اور معانی ایک

ابن جریر رحمہ اللہ وغیرہ کا خیال ہے کہ قرآن مجید میں استعمال ہونے والے تمام مترادفات الفاظ میں سے ہر ایک کا ایک زائد معنی بھی ہوتا ہے۔ان مترادفات کی مثال مندرجہ ذیل ہے:

هَلُمَّ ، تَعَالِ ، أَقْبِلُ، یہ تینوں الفاظ مترادفات استعمال ہوتے ہیں، ان کا ایک معنی تو مشترک ہے کہ ان میں متکلم دوسرے کو بلا رہا ہے،لیکن کچھ مختلف معانی بھی پائے جاتے ہیں، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

① هَلُمَّ: یہ کسی کو ایسی نرمی سے اپنی طرف بلانے کے لئے استعمال ہوتا ہے کہ وہ آپ کی طرف راغب ہو جائے۔

② تَعَالِ: یہ لفظ کسی بیٹھے ہوئے یا نیچے والے کو اوپر بلانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

③ اَقْبِلْ: یہ لفظ کس کو سختی سے اپنی طرف بلانے اور حکم کی تعمیل پر تنبیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ان الفاظ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

''میں نے ان مختلف حروف کو معانی کے لحاظ سے قریب المعنی پایا ہے۔'' [شعب الایمان للبیہقی:۲/۴۷]

یہاں آپ نے 'موافق' کا لفظ استعمال نہیں کیا، بلکہ 'متقارب' کا لفظ استعمال کیا ہے۔

(ب) عام طور پر الفاظ کی تبدیلی سے تفسیر و معانی میں نئے نئے نکات سامنے آتے ہیں:

اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں جن میں سے چند ایک ذکر کی جاتی ہیں:

۱ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَكَأَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قُتِلَ مَعَهُ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَا أَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا﴾ [آل عمران:۱۴۶]

''اور کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں، جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ کی ،اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں، ان سے وہ شکستہ دل نہیں ہوئے ،انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی، وہ باطل کے آگے سرنگوں نہیں ہوئے۔''

اس آیت میں لفظ قٰتَلَ کو فعل مجہول قُتِلَ بھی پڑھا گیا ہے۔ لفظ 'قَاتَلَ' کا معنی یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں نے بغیر کسی کمزوری اور شکستہ دلی کے قتال کیا، جبکہ لفظ 'قُتِلَ' کے دو معانی ہیں:

① نبیوں کو قتل کیا گیا، حالانکہ ان کے پیروکار کمزور اور شکستہ دل نہ تھے بلکہ انہوں نے انبیاء کے ساتھ مل کر قتال کیا۔

② انبیاء کے پیروکار قتل کیے گئے اور اس وجہ سے انبیاء اور ان کے باقی ساتھی کمزوری کا شکار نہیں ہوئے۔

دوسری قراءۃ کے مذکورہ دونوں معانی صحیح ہیں،یعنی انبیاء کے قتل کی وجہ سے ان کے ساتھیوں میں کمزوری واقع ہوئی اور نہ ہی پیروکاروں کے قتل کی وجہ سے انبیاء نے کسی قسم کی کمزوری کا مظاہرہ کیا۔

۲ قرآن پاک میں ہے: ﴿رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا﴾ [سبا:۱۹]

''(مگر انہوں نے کہا) اے ہمارے رب ہمارے سفر کی مسافتیں لمبی کر دے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں لفظ 'باعد' کو دو اور طرح بھی پڑھا گیا ہے:
① 'بَعِّدْ' فعل امر مبالغہ کے ساتھ
② 'بَاعَدَ' فعل ماضی باب مفاعلہ
چنانچہ پہلی قراءۃ "بَاعِدْ" اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ انہوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے اپنے اسفار میں دوری طلب کی اور دوسری قراءۃ 'بَعِّدْ' سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے اس مطالبہ پر ڈٹے رہے، جبکہ تیسری قراءۃ 'بَاعَدَ' میں ان پر ذلت اور مشقت نازل ہونے کی وجہ انکی کمزوری اور سرکشی بتائی گئی ہے۔
③ قرآن پاک میں ہے: ﴿فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ [یونس:۵۸]
''اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہئے، یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔''
اس آیت میں مزید دو قراءتیں ہیں:
① فليفرحوا ... تجمعون
② فلتفرحوا ... تجمون
پہلی قراءۃ کا معنی یہ ہے کہ مومنوں کو قرآن کے ساتھ خوش ہو جانا چاہیے، کیونکہ کافروں کی جمع کردہ چیز (مال) سے یہ بہتر ہے۔ دوسری قراءت کا معنی یہ ہے کہ ''اے کافرو! جو چیز تم جمع کر رہے ہو اس سے قرآن مجید کہیں زیادہ بہتر ہے لہٰذا اس کے ساتھ مومنوں کو خوشی منانی چاہیے۔'' تیسری قراءۃ میں اللہ تعالیٰ مومنوں سے یوں مخاطب ہے کہ ''اے مومنو! تمہارے جمع کردہ مال سے قرآن مجید کہیں زیادہ بہتر ہے لہٰذا اس سے خوش ہو جاؤ۔''
④ قرآن پاک میں ہے: ﴿إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾
''وہ تو ایک بگڑا ہوا کام ہے۔'' [ھود:۴۶]
یہاں دوسری قراءۃ 'إِنَّه عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ' ہے، چنانچہ پہلی قراءۃ میں نوح علیہ السلام کو سوال پر اصرار کی وجہ سے سرزنش کی گئی ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے نوح علیہ السلام! اس بات پر اصرار کرنا کہ یہ تیرا بیٹا ہے اور اس کے لئے بخشش مانگنا آپ کی شایان شان نہیں ہے، کیونکہ کافر کے لئے رحمت کی اُمید نہیں رکھی جاسکتی اور نہ ہی وہ تیرے اہل میں سے ہے، کیونکہ کفر سے رشتے ختم ہو جاتے ہیں۔
دوسری قراءۃ میں حضرت نوح علیہ السلام کو ان کے بیٹے کے بارے میں خبر دی جا رہی ہے کہ اس کے اعمال اچھے نہیں اس لئے وہ رحمت اور بخشش کا مستحق نہیں ہو سکتا۔
⑤ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ﴾ [اللیل:۳]
''اور اس ذات کی (قسم ہے) جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔''
آیت مذکورہ میں ایک شاذ قراءۃ 'الذَّكَرَ وَالأُنْثَى' ہے۔
یہ حدیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے کہ وہ دونوں 'الذَّكَرِ والأنثى' پڑھتے تھے اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی سنا ہے۔'' [صحيح البخاري:۴۹۹۳،۴۹۹۴، صحيح مسلم:۸۲۴]
پہلی قراءۃ میں ما مصدریہ ہے اور معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قسم اٹھا کر کہہ رہے ہیں کہ اس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری قراءۃ کا معنی یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نر اور مادہ کی قسم اٹھا رہے ہیں۔
یہاں دونوں قراءتیں قریب المعنی ہیں۔

(ج) بعض اَوقات دو مختلف قراءتوں سے مختلف فقہی اَحکام مستنبط ہوتے ہیں

❶ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿أَوْ لَٰمَسْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوا۟ مَآءً فَتَيَمَّمُوا۟﴾ [النساء:۴۳]
''تم نے عورتوں سے لمس کیا ہو اور پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لے لو اور تیمّم کرلو۔''
اس آیت میں دوسری قراءۃ 'أو لَمَسْتُمْ' بغیر الف کے ہے۔
پہلی قراءۃ میں لمس سے مراد عورت کو ہاتھ سے چھونا یا بوس وکنار کرنا یا پھر جسم سے جسم ملانا، لیکن جماع نہ کرنا ہے۔
دوسری قراءۃ میں لمس کا معنی غالباً جماع ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
﴿مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ﴾ یعنی 'ما لم تجامعوهن'۔
سو پہلی قراءۃ سے علماء کے ایک گروہ نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ عورت سے لمس چاہے بوس وکنار سے، یا جسم کے ساتھ جسم ملانے سے یا ہاتھ سے لمس ہو تو وضو اور پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمّم واجب ہے۔ علماء کا دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس سے مراد مذکورہ بات کے علاوہ جماع بھی ہوسکتا ہے۔
دوسری قراءۃ پہلی قراءت کی تفسیر کرتی ہے یعنی مجرد ہاتھ سے چھونے، بوس وکنار کرنے یا جسم کے ساتھ جسم ملانے سے وضو یا تیمّم فرض نہیں ہوتا، جب تک کہ جماع یا انزال نہ ہو۔

❷ قرآن پاک میں ہے:
﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ﴾ [البقرة:۲۲۲]
''اور تم ان کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ وہ پاک صاف نہ ہو جائیں۔''
اس میں دوسری قراءۃ 'حتی يَطَّهَّرْنَ' بتشدید الطاء ہے۔
پہلی قراءۃ سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ جب تک حیض ختم نہ ہو جائے اس وقت تک عورت سے جماع کرنا منع ہے اور طہر کا معنی بھی یہی ہے کہ حیض کا خون آنا بند ہو جائے، جب کہ دوسری قراءۃ سے ایک زائد معنی یہ بھی نکلتا ہے کہ جب تک عورت حیض کے خون کے بعد غسل کرکے پاک نہ ہو جائے اس وقت تک اس سے جماع کرنا منع ہے۔

❸ قرآن پاک میں ارشاد ہے:
﴿وَٱمْسَحُوا۟ بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ﴾ [المائدة:٦]
''سروں کا مسح کرو اور پاؤں ٹخنوں تک دھو لیا کرو۔''
یہاں دوسری قراءۃ 'وأرجلِكم' لام کے کسرہ سے ہے۔ پہلی قراءۃ میں پاؤں دھونے کی فرضیت کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ ارجلکم چہرے اور ہاتھ کے دھونے پر عطف ہے، جبکہ دوسری قراءۃ میں پاؤں پر مسح کی رخصت بیان کی گئی ہے اور اس کی وضاحت نبی کریمﷺ کے ارشاد پاک سے ہوتی ہے جس میں آپﷺ نے فرمایا اگر موزے پہنے ہوں، بشرطیکہ وضو کی حالت میں پہنے ہوں، تو پھر مسح جائز ہے ورنہ دھونا فرض ہے۔
مذکورہ مثالوں پر اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک قراءۃ کا پہلی قراءۃ سے ایک زائد معنی بھی ہے کہ وہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی قراءۃ کی تفصیل، تفسیر یا تکملہ ہوتی ہے یا وہ دونوں قراءتیں قریب المعنی ہوتی ہیں اور یہ قراءات قرآنیہ کے اعجاز میں سے ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔

۴ قراءات کے فوائد میں سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ ان سے لغات عرب کے ضیاع اور مٹنے سے حفاظت بھی ہوتی ہے، کیونکہ یہ قراءات قبائل عرب کی لغات میں سے فصیح الفاظ اور تراکیب واَسالیب اور لہجات کا خلاصہ اور قطعی مراجع ہیں۔

بے شک سبعہ احرف' مختلف عربی فصیح لغات پر مشتمل ہیں اور ان کی تعیین نہیں کی جاسکتی، وہ سات، آٹھ یا دس بھی ہوسکتی ہیں بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ عرب کی تقریباً تمام فصیح ترین لغات سبعہ احرف میں آجاتی ہیں اور یہ احرف ان لغات میں استعمال ہونے والی منطق، اسلوب، تراکیب اور لہجات کا خلاصہ ہیں، لیکن یہ بھی یاد رہے کہ قرآن مجید کا اکثر حصہ لغت قریش اور اس کے لہجات کے مطابق نازل ہوا ہے، لغت قریش کا سبعہ احرف میں بہت زیادہ حصہ ہے حالانکہ عرب قبائل کی بہت ساری لغات ہیں، لیکن فصاحت و بلاغت، قوتِ بیان اور حسنِ بیان میں ایک دوسرے کے برابر نہیں بلکہ بعض لغات تو سردار تصور کی جاتی ہیں اور بڑے بڑے ادیب اور شاعر، بلغاء اور فصحاء انہیں کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ ان کا ادبی مقام بہت زیادہ بلند ہے اور باقی اکثر لغات انہی سے ماخوذ ہیں جب کہ اس کے برعکس کچھ لغات میں فصاحت و بلاغت کی کمی ہوتی ہے اور ان میں لغوی عیوب بہت زیادہ پائے جاتے ہیں اسی لیے شعراء وادیب ان کی طرف رجوع نہیں کرتے اور جس لغت پر قرآن مجید نازل ہوا ہے وہ باقی تمام لغات میں سے اعلیٰ وارفع ہے اور فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے سب سے زیادہ فصیح ہے۔

اِمام ابوعبید رحمہ اللہ فصیح ترین لغات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱ ہوازن: اس میں مندرجہ ذیل قبائل آتے ہیں:

* سعد بن بکر
* جشم بن بکر
* نصر بن معاویہ
* ثقیف

۲ بنو دارم: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں سفلی تمیم کہا جاتا ہے۔ امام ابوعمرو بن العلاء المازنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عرب کے فصیح ترین قبائل علیا ہوازن اور سفلی تمیم ہیں اور لغت قریش ان تمام سے فصیح و بلیغ ہے، اس کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

① یہ ملک کے درمیان میں واقع ہے۔
② عجمی علاقوں سے بہت زیادہ دور ہے۔
③ صحرائی علاقوں سے بھی دور ہے۔''

ان اَسباب کی بناء پر اس لغت نے عجمیوں اور صحرائی علاقوں کی زبان کا اثر قبول نہیں کیا اور شائد یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے نبی اور قرآن کی لغت کے لیے پسند فرمایا ہے۔اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قریش کی طرف لوگوں کے دل مائل تھے اور لوگ ہر سال حج کے دنوں میں یہاں آتے جن میں ان کے بڑے بڑے شاعر وادیب بھی ہوتے تو قریش ان کی زبان سے اچھی اچھی چیزیں لے لیتے تھے اور ردی اور فضول چیزیں چھوڑ دیتے تھے جس سے لغت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریش میں نکھار پیدا ہوگیا اور اس کا ارتقا اچھے طریقے سے ہوا۔

مذکورہ بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ بہت سے عیوب، جو دوسری لغات میں پائے جاتے تھے، ان سے لغت قریش محفوظ تھی، جیسا کہ امام رازی رحمہ اللہ نے ابوقتادہ رحمہ اللہ سے ایک روایت بیان کی ہے کہ ایک دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ لوگوں میں سے فصیح ترین کون ہیں ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا جو عراق کے ٹیلے سے بلندی پر ہیں۔ اور قبیلہ بکر اور تمیم کی باریکیوں سے محفوظ و مامون ہیں نہ تو اس میں قضاعہ جیسی مبہم بات ہے اور نہ ہی حمیر جیسی لکنت۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا ’’وہ کون ہیں؟‘‘ اس آدمی نے جواب دیا ’’وہ قریش ہیں‘‘ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ’’تو نے صحیح کہا‘‘ پھر پوچھا ’’کہاں سے آیا ہے‘‘ اس آدمی نے جواب دیا قبیلہ جرہم سے۔

بحث ثانی: اِختیارات

قراءات سنت متبعہ ہیں، جن میں دوسرا پہلے سے روایۃً و اسنادًا نقل کرتا ہے اور اس میں کسی کی رائے اور قیاس کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ چنانچہ علامہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمَا لِقِیَاسٍ فِیْ الْقِرَاءَ ةِ مَدْخَلُ
فَدُوْنَکَ مَا فِیْهِ الرِّضَا مُتَکَفِّلاً

’’اور قیاس کے لئے فن قراءات میں کوئی جگہ نہیں پس تو اس میں سے پسندیدہ چیز (یعنی نقل متواتر) لے لے اور اسی کا ذمہ دار بننے والا ہو جا۔‘‘ [باب الراءات: شعر نمبر ۴۵۳]

ہمارے زیر بحث مسئلہ یہ ہے کہ آئمہ عشرہ وغیرہ کے اختیارات کس نوعیت کے ہیں؟ اور ان کا مقصود کیا تھا؟ اور کیا ان کے اختیارات رائے اور قیاس کی بناء پر ہیں؟ یہ تمام سوالات ایسے ہیں جن کا جواب دینا یہاں مقصود ہے۔

اِختیارات اور اس کی حقیقت

ائمہ عشرہ میں سے ہر قاری نے قراءات متعدد شیوخ سے پڑھیں اور اس کے لئے انہوں نے طویل سفر بھی کیے اور ہر استاد کی قراءۃ کو الگ الگ محفوظ بھی کیا لیکن جب انہوں نے اپنے شاگردوں کو پڑھانا شروع کیا تو اپنی تمام مسموعیات نہیں پڑھائیں، بلکہ ان میں سے بعض کو پڑھایا اور بعض کو نہیں، یعنی اپنی تمام مسموعیات میں سے کچھ چیزیں اپنے لیے منتخب کر لیں اور وہ اپنے شاگردوں کو پڑھائیں۔ اس لئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ فلاں قاری کا اختیار ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس قاری نے جو پڑھا ہے، انہی میں سے کچھ چیزیں اپنے لیے مختص کر لی ہیں نہ کہ اپنے قیاس اور رائے سے عربیت کے موافق وجہ کو اختیار کیا ہے، کیونکہ اس پر تمام قراء کا اتفاق ہے کہ قراءۃ میں قیاس اور رائے سے کوئی وجہ داخل کرنا حرام ہے، چنانچہ ابوعمرو بن العلاء مازنی بصری رحمہ اللہ، جو کہ قراءۃ اور لغت میں ایک سند کی حیثیت رکھتے ہیں، ان سے الاصمعی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ

’’میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر ایسا نہ ہوتا کہ جیسے میں نے اپنے استاد سے پڑھا ہے، ویسے پڑھنا ضروری ہے تو میں فلاں فلاں لفظ کو ایسے ایسے پڑھتا۔‘‘ [کتاب السبعہ لابن مجاھد: ۸۳]

اور اگر ہم بنظر غائر قراءات کا مطالعہ کریں تو مذکورہ بات کی تصدیق ہو جاتی ہے، مثلاً اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی قاری ایک وجہ کو اپنی لیے اصل قرار دے دیتا ہے اور پھر چند مقامات میں ان کی مخالفت بھی کرتا ہے۔ یہ صرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی وقت ہوسکتا ہے جب روایت کی اتباع کی جائے، وگرنہ قیاس کے مطابق پڑھا جائے تو اپنی اصل کی مخالفت کی کوئی وجہ ہی نہیں بنتی۔ مثلاً

امام ابوجعفر رحمہ اللہ پورے قرآن مجید میں 'یَحْزُنُ' لیکن سورۃ انبیاء میں 'یُحْزِنُكَ' پڑھتا ہے جبکہ سیدنا نافع رحمہ اللہ اس کے برعکس قراءت کرتے ہیں۔ اس طرح امام حفص رحمہ اللہ سورۃ ہود کے لفظ 'مجریٰھا' کے علاوہ پورے قرآن میں کسی جگہ بھی امالہ نہیں کرتے اور امام ابن عامر رحمہ اللہ پورے قرآن میں 'ابراھیم' پڑھتے ہیں اور بعض جگہ میں 'ابراھام' پڑھتے ہیں۔

مذکورہ مثالوں میں ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قراء کا اپنے اصول کی بعض جگہ مخالفت کرنا صرف اور صرف روایت کی بنا پر ہے، ورنہ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ پورے قرآن میں اپنے اُصول کے مطابق پڑھا جائے اور کسی جگہ بھی اس کی مخالفت نہ کی جائے۔ اور اگر قیاس کا قراءات میں کوئی دخل ہوتا تو امام ابوعمرو رحمہ اللہ، جو کہ لغوی بھی ہیں، وہ "بارئکم" کو ہمزہ ساکنہ سے نہ پڑھتے اور نہ ہی 'یأمرُکُمْ' 'یأمرُھُمْ' 'تأمرُھُمْ' 'یَنصرُکُمْ' 'یُشعِرُکُمْ' وغیرہ کو راء ساکنہ سے پڑھتے، کیونکہ لغویوں کے ہاں ان مثالوں میں ہمزہ اور راء کا سکون پڑھنا غلط ہے۔ اسی لیے ہی مبرد اور سیبویہ وغیرہ نے اس قراءت کا رد کیا ہے۔ اسی طرح امام ابن عامر شامی رحمہ اللہ کی قراءۃ ﴿زُیِّنَ لِكَثِیرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِینَ قَتْلُ أولادَهم شرکاءِ هم﴾ بھی نہ پڑھتے، کیونکہ یہ بھی نحوی وجہ کے خلاف ہے اور ابوجعفر رحمہ اللہ ﴿لِیُجْزَیٰ قَوْمًا بِمَا كَانُوا یَكْسِبُونَ﴾ اور امام حمزہ رحمہ اللہ ﴿الَّذِی تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامِ﴾ کبھی نہ پڑھتے، کیونکہ ان تمام قراءات میں اہل لغت کوئی نہ کوئی تاویل کرتے ہیں یا غلط قرار دیتے ہیں، لیکن قراء کرام کا معمول یہ ہے کہ جب نقل اور روایت کے ذریعے کوئی قراءۃ ثابت ہوجاتی ہے، تو اس کو قیاس یا لغت سے رد نہیں کرتے، کیونکہ قراءۃ سنت متبعہ ہے اور ان کو قبول کرنا اور ان کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

چنانچہ ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب جامع البیان میں اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ قراء کرام کیوں اپنے لیے خاص اختیار مقرر کرتے ہیں اور اپنے شیخ سے ہر پڑھی ہوئی قراءۃ کو کیوں نہیں پڑھاتے؟ اس کی دو وجہیں ہیں:

اوّل: ترجیح یعنی جس قراءۃ کے رواۃ زیادہ اور مشہور ہوں اور ان کی پیروی کرنے والے بھی زیادہ ہوں، تو ان کو اختیار کر لیتے ہیں اور جس قراءۃ میں بعض راوی منفرد یا شاذ ہوں اس کو چھوڑ دیتے ہیں، مثلاً

امام نافع رحمہ اللہ نے تقریباً ستر (۷۰) تابعین سے پڑھا ہے، جن میں سے ابوجعفر، شیبہ بن نصاح، عبدالرحمٰن بن ہرمز، مسلم بن جندب الہذلی، یزید بن رومان، عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، محمد بن شہاب زہری، الاصبغ بن عبدالعزیز نحوی رحمہم اللہ وغیرہ، لیکن جو آپ نے ان تمام سے پڑھا ہے وہ سارا نہیں پڑھایا اس کی وجہ آپ یہ بتاتے ہیں کہ

''میں نے ستر تابعین سے پڑھا ان میں سے جس حرف پر دو راوی متفق ہیں اس کو میں نے لے لیا اور جس میں ایک راوی منفرد ہے اس کو میں نے چھوڑ دیا ہے، حتی کہ میں نے ان موجودہ حروف میں قراءۃ کو جمع کر لیا۔''

[كتاب السبعة لابن مجاهد:٦٢، الابانة لمكي بن أبي طالب:١٦]

یہی وجہ ہے کہ امام نافع رحمہ اللہ اور ابوجعفر رحمہ اللہ کی قراءۃ میں تقریباً پانچ سو سے زائد مقامات میں اختلاف پایا جاتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اسی طرح امام کسائی رحمہ اللہ نے امام حمزہ رحمہ اللہ سے پڑھا ہے اور امام حمزہ رحمہ اللہ اور کسائی رحمہ اللہ کے درمیان تقریباً تین ہزار مقامات میں اختلاف پایا جاتا ہے، کیونکہ آپ نے امام حمزہ رحمہ اللہ کے علاوہ اور بھی بہت سارے قراء سے پڑھا ہے اور امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ نے ابن کثیر مکی رحمہ اللہ اور دیگر قراء سے پڑھا ہے لیکن مکی رحمہ اللہ اور بصری رحمہ اللہ کی قراءۃ میں تقریباً تین مقامات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ [الإبانۃ:۱۷]

ثانی: شاگردوں پر آسانی، یعنی شاگرد کے شہر اور علاقے کی جو لغت ہوتی اس کے موافق قراء اس کو پڑھا دیتے پس ایک شاگرد کو ایک قراءۃ اور دوسرے کو دوسری قراءۃ پڑھاتے یا شاگرد کو جو قراءۃ پڑھنے میں آسانی ہوتی اسے وہی پڑھاتے۔مثلاً

امام عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ نے سیدنا حفص بن سلیمان رحمہ اللہ اور ابوبکر بن عیاش شعبہ رحمہ اللہ کو مختلف قراءات پڑھائی ہیں، چنانچہ ان کے درمیان تقریباً پانچ سو سے زائد مقامات میں اختلاف ہے۔

امام حفص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

’’میں نے امام عاصم رحمہ اللہ سے پوچھا کہ جو قراءت میں پڑھتا ہوں، ابوبکر رحمہ اللہ وہ قراءت نہیں پڑھتا، حالانکہ ہم دونوں نے آپ سے پڑھا ہے، تو آپ نے فرمایا کہ جو قراءۃ میں نے آپ کو پڑھائی ہے، وہ میں نے ابوعبدالرحمن سلمی عن علی بن ابی طالب سے اور جو قراءت ابوبکر رحمہ اللہ کو پڑھائی ہے وہ زر بن حبش عن عبداللہ بن مسعود سے پڑھی ہے۔‘‘

[غایۃ النہایۃ للجزري:۱/۲۵۴]

امام نافع رحمہ اللہ کے شاگرد سیدنا قالون رحمہ اللہ اور سیدنا ورش رحمہ اللہ کے مابین تقریباً تین ہزار مقامات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ [الابانۃ لمکی بن ابی طالب:۱۶،۱۷]

چنانچہ سیدنا نافع رحمہ اللہ کے راویوں میں سے کسی ایک کی روایت بھی اس کے راوی سیدنا ورش رحمہ اللہ سے نہیں ملتی، کیونکہ امام ورش رحمہ اللہ نے سیدنا نافع رحمہ اللہ پر وہ قراءۃ پڑھی، جو اس کے علاقے میں پڑھائی جاتی تھی اور وہ قراءۃ امام نافع رحمہ اللہ نے اپنے بعض اساتذہ سے بھی پڑھی ہوئی تھی، تو آپ نے امام ورش رحمہ اللہ کو اسی قراءۃ کی اجازت دے دی۔اسی لیے آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ جب بھی آپ کے پاس کوئی پڑھنے کے لئے آتا تو آپ اس سے اس کی وہ قراءۃ سنتے، جو اس نے پہلے پڑھی ہوتی۔ جب وہ آپ کی پڑھی ہوئی قراءۃ کے موافق ہوتی تو اس کی اس کو اجازت دے دیتے، لیکن جب کوئی آپ سے وہ قراءۃ پڑھنا چاہتا، جو آپ نے اپنے لیے اختیار کی ہوتی تھی تو اس کو وہ پڑھا دیتے تھے۔

تعددِ قراءات کے حوالے سے چند مزید فوائد کا تذکرہ

یہ بات تو واضح ہے کہ اختلاف قراءات سے مراد تنوع ہے نہ کہ تضاد، جیسا کہ امام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’آپ ﷺ سے منقولہ سبعہ احرف کے اختلاف سے مراد تنوع اور تغایر ہے، نہ کہ ضدیت اور تناقض، کیونکہ یہ کلام اللہ میں محال ہے، فرمان ربانی ہے:

﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا﴾[النساء:۸۲]

’’کیا یہ قرآن میں تدبر سے کام نہیں لیتے، اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پاتے۔‘‘

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[أحرف سبعہ از دانی ص ۴۷، مجموع الفتاویٰ: ۱۳/ ۳۹۱، ۳۹۲، النشر: ۱/ ۳۰، ۴۹، ۵۰]

اختلاف قراءات تین حال سے خالی نہیں۔

① اختلاف لفظ سے تبدیلی معنی واقع نہ ہو، جیسے لفظ الصِّراط کو سین اور اشمام کے ساتھ پڑھنے میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی، کیونکہ یہ تو محض لہجات ہیں۔

② لفظ کی تبدیلی سے معنی میں بھی تبدیلی ہو جائے، لیکن ان دونوں میں کوئی ایسی توجیہہ موجود ہو، جو دونوں معانی کو اکٹھا کردے، جیسا کہ مَلِكِ یوم الدین، لفظ مالك میں بالالف اور بدون الالف دو قراءات ہیں۔ ان دونوں قراءتوں سے مراد ذات باری تعالیٰ ہے، کیونکہ اللہ قیامت کے دن کا بادشاہ اور مالک ہے، لہٰذا یہ دونوں صفات اللہ کے لئے اس آیت میں اکٹھی ہوگئی ہیں۔

③ اُمت محمدیہ کے عزت و شرف، اس پر اللہ کی بے پناہ رحمت اور نبی ﷺ کی دعا کو درجہ قبولیت پر فائز کرتے ہوئے اس (اُمت) پر تخفیف کرنا مقصود تھا۔ کیونکہ جب جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور اللہ کا حکم سنایا کہ آپ اپنی اُمت کو ایک حرف پر پڑھائیں تو آپ ﷺ نے اللہ سے معافی و بخشش کا سوال کرتے ہوئے فرمایا: کہ میری اُمت اس بات کی طاقت نہیں رکھتی۔

اِمام جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سابقہ انبیاء ایک خاص قوم کی طرف مبعوث کئے جاتے تھے، لیکن نبی ﷺ کو اللہ نے تمام عربی و عجمی اور سرخ و سفید کی طرف مبعوث فرمایا تو اہل عرب جن کی طرف (اولاً) قرآن مجید نازل کیا گیا تھا مختلف لغات و لہجات رکھتے تھے۔ ان کے لئے مشکل تھا کہ ان کو چھوڑ کر صرف ایک لغت میں قرآن پڑھیں یا اپنی لغت کے علاوہ کوئی اور حرف ادا کریں بلکہ ان میں سے بعض تو ایسے بھی تھے جو سیکھنے کے باوجود اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور ظاہری بات ہے ان میں بوڑھے بچے عورتیں اور ناخواندہ لوگ بھی تھے جیسا کہ آپ ﷺ نے اس بات کی طرف اشارہ بھی فرمایا اگر انہیں اپنی زبان چھوڑ کر دوسری لغت یا لہجے کا پابند بنا دیا جاتا تو یہ ان پر گراں گزرتا۔ حالانکہ اللہ کسی کو اس کی استطاعت سے بڑھ کر تکلیف میں مبتلا نہیں کرتا۔'' [النشر: ۱/ ۲۲]

اور ویسے بھی یہ بات اسلام کی آسانی اور ایسی مہربانی، جو مشقت کو دور کرنے اور تکلیف کو لازمی طور پر ختم کرنے کی حامی ہے، کے خلاف ہوتی۔ [الابحاث: ص ۱۶]

اب ہم اختلاف قراءات کی چند اور حکمتیں اور فوائد جناب الشیخ قاری صہیب احمد حفظہ اللہ کی تصنیف جبیرة الجراحات فی حجیة القراءات سے اَخذ کرکے نقل کرتے ہیں:

① **اختصار و بلاغت کی انتہاء اور کمال اعجاز و جمال اعجاز کا بیان کرنا**

چونکہ ہر قراءت ایک مکمل آیت کی منزلت پر ہے، اس لیے اگر ہر ایک کو ایک طرح پڑھنے میں پابند کر دیا جاتا تو اس میں ایسی تخفیف نہ ہوتی جو اس تنوع کلمات میں ہے اور نیز یہ کہ ایسی صورت میں یہ ایسی پیچیدگی ہوتی جو قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے بھی منافی ہوتی۔

امام ابن قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''قرآن مجید کی فضیلت اس کی وسیع النظری، علمی گہرائی، اہل عرب کے مذاہب کے فہم، اسلوب کی عمدگی اور اللہ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے جس لغت کے ساتھ خاص کیا ہے، کے ساتھ سمجھی جاسکتی ہے کیونکہ سابقہ امتوں میں سے کسی کو بھی اس قدر وسیع و عریض زبان دانی سے نہیں نوازا گیا تھا جس کے ساتھ اللہ نے اہل عرب کو ممتاز کیا۔ ایسے لوگوں میں سے جب اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو چنا اور انہیں نبوت عطاء کی تو اس نے آپ ﷺ کو قرآن مجید بطورِ معجزہ عطا فرمایا جیسا کہ اللہ نے سابقہ انبیاء کو حالات کے مطابق معجزات سے نوازا تھا مثلاً۔ جب سمندری تحقیق کا دور تھا تو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو سمندر کے بیٹھنے، میدان تیہ میں پتھر سے میٹھے پانی کے جاری ہونے کے ساتھ ساتھ، عصا اور ید وغیرہ کے معجزات سے نوازا۔ جب طب کا زمانہ تھا تو اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے، مٹی سے جاندار پرندے بنانے، مادرزاد اندھے کو بینا کرنے اور کوڑی کو صحتمند کرنے کے معجزات عطا فرمائے اور جب ادب عروج پر تھا تو اللہ نے آپ کو ایسی کتاب عطا فرمائی کہ جن وانس بھی اپنے تمام معاونین سمیت اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر رہے۔

[تاویل مشکل الاثار،ص۱۶، الاعجاز والقراءات از ڈاکٹر فتحی عبدالقادر فرید]

② آپ ﷺ کی تصدیق کرنا کہ آپ واقعی رسول اللہ ﷺ ہیں

جو کلام آپ ﷺ پر نازل ہوئی تعدد قراءات میں اس کے منزل من اللہ ہونے کے دلائل بھی موجود ہیں، لیکن قرآن مجید تنوع قراءات کے باوجود بھی تضاد اور تناقض سے بری ہے اور نہ ہی کوئی قراءت کسی قراءت کے مخالف ہے بلکہ ایک دوسرے کی تصدیق و تبیین کرتی ہیں مزید اس امر کی بھی وضاحت کرتی ہیں کہ ان کا اسلوب نگارش ایک ہے اور یہ ایک ہی نور کے پرتو ہیں۔ یہ تمام عناصر اس بات کی زبردست دلیل ہیں کہ قرآن واقعی وحی ہے اور موحی اللہ (نبی ﷺ) واقعتاً اللہ کے سچے رسول ہیں۔ [النشر:۱/۵۲]

③ قرآن مجید کے حفظ اور اس کے نقل کو اُمت محمدیہ پر آسان کرنا

قرآن مجید میں جب اس قدر اختصار اور بلاغت ہے تو حفظ کرنے والے کے لئے جب ایک کلمہ میں کئی وجوہ ہوں گی تو اس کے لئے اس کلمہ کو یاد کرنا اور سمجھنا زیادہ آسان ہوگا اور حافظ کے لئے قراءات مختلفہ کے معانی کو بیان کرنے میں بھی زیادہ سازگار ہوگا خاص کر جب رسم الخط بھی ایک ہو۔ [النشر:۱/۵۲،۵۳]

④ اُمت محمدیہ کے فضل و شرف کو سابقہ تمام امتوں سے نمایاں کرنا:

وہ اس اعتبار سے کہ انہوں نے کتاب کو حاصل کرنے کا اس قدر اہتمام کیا کہ اس کے ایک ایک لفظ اور صیغہ کے متعلق نہ صرف صحت کی بحث کی بلکہ اس کے طریقہ ادا کو بھی خوب خوب یاد کیا یہاں تک کہ انہوں نے اللہ کے فضل سے کتاب اللہ کو غلطی اور تحریف سے محفوظ رکھا اور تو اور انہوں نے حرکت، سکون، تفخیم، ترقیق مدوں کی مقدار امالوں کا فرق اور حروف کی صفات تک کو محفوظ کیا۔ سابقہ امم میں سے کسی ایک کے نصیب میں بھی (کتاب اللہ) کا اس قدر اہتمام نہ آیا اور ہاں اس قدر اہتمام توفیق باری تعالیٰ کے بغیر ناممکن ہے۔ [النشر:ص۵۳]

⑤ خاصہ سند، جس سے اس اُمت کی منقبت اور شرف اور اللہ کی ودیعت کردہ نعمت کا اظہار موجود ہے۔

اللہ نے اہتمام سند کے ساتھ اس اُمت کو خاص فرمایا۔ ہر قاری جو حروف تلاوت کرتا ہے اس کی سند بیان کرتا ہے اور ملحدین کے کتاب اللہ کے بارہ میں شکوک و شبہات سے پردہ اٹھاتا ہے۔ اسناد کے دیگر فوائد نہ بھی ہوں تو یہ ایک فائدہ ہی کافی ہے۔ اگر اسناد خصائص امت میں سے نہ ہوتیں تو علم قراءات مفقود ہو جاتیں، چنانچہ تعدد قراءات کی وجہ سے انکی تعلیم و تعلّم میں اہتمام پیدا ہوا اور اسانید کے اہتمام سے یہ ہم تک پہنچیں۔ [النشر:۱/۵۳]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥ **اللہ تعالیٰ کا حفظ کتاب کے وعدے کو علی وجہ الکمال بیان کرنا**

روئے زمین پر کسی بھی زمانے میں کتاب اللہ کے حروف، روایات، وجوہ، قراءات کے نقل اور ان سے حجت پکڑنے میں اللہ کے حکم سے کوئی بھی چیز آڑے نہیں آئی۔ اس قدر زمانے گزر جانے کے باوجود قرآن مجید اور اس کی قراءات آج بھی سینوں اور صحیفوں میں محفوظ ہیں تو اس کا واحد سبب اللہ کی ضمانت ہے۔ [النشر: ۵۴،۴۳/۱]

⑦ کسی مجمع علیہ حکم کی وضاحت جیسا کہ سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قراءات ﴿وإن کان رجل یورث کلالة اوامرأة وله أخ أو أخت فلکل واحد منها السدس﴾ وله أخ أو اخت من أمه ہے۔

[مسند الدارمي: ۳۶۶/۲، تفسیر طبری: ۶۲،۶۱/۸]

جس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ اخوۃ سے مراد اخیافی بہن بھائی ہیں نہ کہ حقیقی یا علاتی اور یہ حکم اجماعی طور پر ثابت شدہ ہے۔ [کتاب الاجماع ص ۸۲]

⑧ **اختلافی مذہب میں راجح کی وضاحت کرنا**

جیسے کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿فَکَفَّارَتُهُ اطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْکُمْ اَوْ کِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ﴾ [المائدۃ: ۸۹] اس میں دوسری قراءت ہے۔ رقبة مومنة جس سے اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ کفارہ میں آزاد شدہ غلام مومن ہونا چاہئے اس سے امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کو تقویت پہنچتی ہے، برخلاف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے۔ [النشر: ۲۹/۱]

⑨ **دو مختلف اوقات کے لئے دو مختلف شرعی حکموں کی وضاحت کرنا**

مثلاً فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ﴾ [المائدۃ: ۶]

نافع، شامی، حفص اور کسائی نے ارجلکم کو نصب دیتے ہوئے، جبکہ مکی، بصری، شعبہ اور حمزہ نے جر کے ساتھ پڑھا ہے۔ نصب والی قراءت کے مطابق پاؤں کا دھونا لازم آتا ہے، کیونکہ اس صورت میں اس کا عطف وجوھکم پر ہوگا جو کہ اغسلوا کا معمول ہونے کی بنا پر منصوب ہے، لہٰذا پاؤں کا دھونا لازم ہے، جیسا کہ آیت قرآنی اس بات کی وضاحت کرتی ہے اور جر کی صورت میں پاؤں کا مسح کرنا لازم آتا ہے، کیونکہ اس صورت میں ارجلکم کا عطف برؤسکم پر ہوگا، لہٰذا معطوف علیہ اور معطوف کا حکم ایک جیسا ہوگا۔ آپ ﷺ کے قول وفعل نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ پاؤں کا مسح اس وقت ہوگا جب موزے پہنے ہوں گے بصورت دیگر دھونا ہوگا۔ مطلب یہ کہ یہ دونوں حکم ایک دوسرے کے لئے بدل ہوں گے یعنی مسح دھونے کا بدل ہوگا، جب موزے پہنے ہوں گے اور اسی طرح اس کے برعکس بھی سمجھ لیں۔ [النشر: ۲۹/۱، مناهل العرفان: ۱۴۱/۱]

نوٹ: بعض لوگوں نے جر والی قراءت پر اعتراض کیا ہے ہم اس کا جواب اپنی کتاب کشف الاسرار عن هفوات الطرار میں باذن اللہ دیں گے اور واضح کریں گے کہ یہ تو فقط اعتراض ہی ہے اور معترض تو جیسے اندھا ہے۔ واللہ أعلم

⑩ **مراد الٰہی میں وہم کو دور کرنا**

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ [الجمعة:۹]
اس آیت میں ایک قراءت فاسعوا کی بجائے فامضوا ہے۔[الام:۱/۱۹۶، عبدالرزاق:۳/۲۰۷، الدر المنثور :۸/۱۶۱، ابن ابی شیبه:۲/۱۵۷، بیهقی:۳/۲۲۷، طبری:۲۸/۱۰۰]
پہلی قراءت سے یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ نماز جمعہ کے لئے بھاگ کر آنا چاہئے حالانکہ یہ بات حدیث رسول ﷺ ، جب نماز کے لئے بلایا جائے تو بھاگ کر نہ آؤ بلکہ سکون و اطمینان کو خاطر رکھو۔[صحیح مسلم:۶۰۲] کے خلاف ہے۔تو دوسری قراءت فامضوا نے اس اشکال کو رفع کردیا کیونکہ 'مضی' کے معنی میں بھاگ کر آنا شامل نہیں ہے۔[النشر:۱/۲۹،مناهل العرفان:۱/۱۴۱]

⑪ کسی غیر واضح اور مجمل حکم یا چیز کی وضاحت کرنا

مثلاً فرمان الٰہی ہے:﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَوٰةِ الْوُسْطَىٰ﴾ [البقرة:۲۳۸]
اس میں ایک قراءت الصلوٰة الوسطی وصلوة العصر ہے۔اس قراءت سے صلوٰة وسطی سے مراد نماز عصر ہے اور اس کی وضاحت بھی ہے کہ اس میں واؤ مغایرت کے لئے نہیں بلکہ یہ موصوف برصفت کا عطف ہے یا واؤ زائدہ ہے۔ [فتح الباري :۸/۱۹۷، عبدالرزاق: ۱/۵۷۸، احمد: ۶/۱۷۸،صحیح مسلم :۶۲۹، سنن أبو داؤد:۴۱۰،سنن ترمذی:۲۹۸۲]

⑫ کسی عقیدہ فاسدہ کی وضاحت کرنا

جیسا کہ جنت، اہل جنت اور ان کو ملنے والی نعمتوں کے متعلق فرمان الٰہی ہے:
﴿وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا﴾ [الدهر:۲۰]
اس میں ایک قراءت ملکاً کبیراً ہے۔یہ آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ پر،معتزلہ جو رؤیت کے منکر ہیں کے خلاف سب سے بڑی دلیل ہے۔[النشر:۱/۲۹]

⑬ کسی مشکل لفظ کی تفسیر بیان کرنا

مثلاً فرمان الٰہی ہے:﴿كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ﴾[القارعة:۵]اس میں ایک آحاد قراءت کے الفاظ ہیں کالصوف المنفوش تو اس میں وضاحت ہے العهن سے مراد صوف (روی) ہے۔
[النشر:۱/۱۲۹،غاية النهاية:۲/۵۵]

⑭ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ قراءات قیامت کے دن حفاظ وقراء کے درجات کی بلندی میں کردار ادا کریں گی۔ وہ اس طرح کہ قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا پڑھیے اور درجات کے زینوں پر چڑھتے جایئے۔ جیسا کہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے نقل کیا ہے:
''یقال لصاحب القرآن اقراء وارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فإن منزلتك عند اٰخر اٰیة تقراء ھا [سنن ابوداؤد:۱۴۶۴،سنن ترمذی:۲۹۱۴،سنن نسائی:۸۱،صحیح ابن حبان :۱۷۹۰،مستدرك حاکم :۱/۵۵۲]

صاحب قرآن سے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ جیسے دنیا میں ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے ویسے پڑھو آپ کی آخری منزل وہ ہوگی جہاں آخری آیت ختم ہوگی۔ جو آدمی صرف روایت روایت حفص پڑھے گا وہ ۶۶۶۶ درجات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرے سکے گا اور جو قراءات عشرہ میں پڑھے گا جن کے رواۃ کی تعداد تیس تک جا پہنچی ہے تو وہ بحمد اللہ ایک لاکھ ننانوے ہزار نو سو اسی (۱۹۹۹۸۰) درجات کا مالک بنے گا، کیونکہ کہا جائے گا جیسے دنیا میں پڑھتے تھے آج بھی ویسے ہی پڑھو۔ ہم قراءات عشرہ میں پڑھتے ہیں (قیامت کو بھی اسی طرح پڑھیں گے) اے اللہ! ہمیں بھی ایسے لوگوں میں شامل کردے اور جو وعدہ تو نے اپنی نبی ﷺ کی زبان سے کیا اس کو پورا فرما ہمیں قیامت کے دن رسوائی سے بچا یقیناً تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ (یہ فائدہ صحیح بخاری کی حدیث: ۷۸۷، اور مسلم کی حدیث: ۱۳۱۱ سے اخذ کیا گیا ہے)

تعدد قراءات کے تمام فوائد میں سے چند کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ تمام فوائد کو نقل کرنا ایک مشکل کام ہے جو مندرجہ ذیل بحث سے سمجھا جا سکتا ہے ہم اللہ سے آسانی، مدد اور توفیق کے دعا گو ہیں کیونکہ وہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

چند مزید فوائد جناب قاری نجم الصبیح حفظہ اللہ کی تصنیف 'تاریخ تجوید وقراءات' سے نقل کیے جا رہے ہیں:

⑮ اعجاز قرآنی کے چیلنج میں توسیع

تعدد قراءات کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ﴾ پیش کر کے تمام مخلوق کو چیلنج دیا تھا اور کہا تھا کہ تم جس قدر معاونین اور مددگار جمع کر سکتے ہو کرو مگر تم سب مل کر بھی قرآن جیسا کلام بنا کر نہیں لا سکتے۔ سبعة احرف پر نزول سے قرآن کے طرز ادا میں بے انتہا وسعت ہوگئی۔ اب اس چیلنج کے مخاطب صرف قریش ہی نہیں، بلکہ ہذیل، کنانہ، تمیم، ہوازن، ثقیف، یمن وغیرہ تمام قبائل عرب ہو گئے۔ اب سبعة احرف پر نزول سے کسی قبیلہ کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہی کہ اگر قرآن ہماری لغت میں نازل ہوتا تو ہم اس کا مثل بنا لاتے پس سبعة أحرف سے اعجاز قرآنی کے چیلنج میں وسعت ہوئی اور عربوں کی بلکہ تمام مخلوق کی عاجزی مزید دو چند ہو کر منظر عام پر آ گئی۔

⑯ کلام کی بلاغت اور اختصار

'سبعہ اَحرف' سے انتہائی درجہ کی بلاغت، کامل درجہ کا اعجاز اور مکمل ترین اختصار پیدا ہو گیا ہے۔ اسلئے کہ جب ہر قراءت ایک آیت کے مرتبہ میں ہے تو ایک کلمہ کی متعدد قراءتیں کئی آیتوں کے قائم مقام ہوں گی۔ پس اگر ہر قراءت کے بجائے ایک مستقل آیت نازل ہوتی تو ظاہر ہے کہ عبارت بہت طویل ہو جاتی۔

⑰ آپ ﷺ کی نبوت اور قرآن کی حقانیت کی دلیل

یہ اختلاف نبی ﷺ کی نبوت اور قرآن کی صداقت پر ایک عظیم الشان اور واضح ترین دلیل ہے۔ اس لیے کہ جدا جدا قراءتوں میں طرح طرح کا اختلاف ہوتے ہوئے بھی ضدیت اور مخالفت نہیں ہے، بلکہ ہر قراءت سے دوسری قراءت کی تصدیق وتشریح اور تائید وتفسیر ہوتی ہے اور ہر عاقل جانتا ہے کہ یہ صفت اللہ تعالیٰ ہی کے کلام سے ہو سکتی ہے۔ پس جب قرآن کلام الٰہی ہے تو جس نبی ﷺ پر یہ نازل ہوا ہے وہ بھی بغیر کسی شک وشبہ کے صادق ہیں۔

————*

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ